

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

سو (ان نعمتوں کے شکریہ میں) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

مسائل قربانی

قرآن و سنت کی روشنی میں

جمع و ترتیب

پیر جی سید مشتاق علی شاہ صاحب

بِإِذْنِ النَّعِيمِ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب مسائل قربانی قرآن و سنت کی روشنی میں

مرتب پیر جی سید مشتاق علی

صفحات ۶۴

طبع اول ستمبر ۲۰۱۵ء

ناشر دارالنعیم - اردو بازار - لاہور

قیمت

ضروری اطلاع

قارئین کرام ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب میں تصحیح کی پوری پوری کوشش کی ہے تاہم اگر پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ہمیں ضرور آگاہ کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔

فہرست مضامین

- مسئلہ نمبر 1: قربانی واجب ہے۔ 5
- مسئلہ نمبر 2: قربانی کرنے والا ذوالحجہ کے چاند کے بعد اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کاٹے۔ یہ مستحب ہے۔ 15
- مسئلہ نمبر 3: مسافر پر قربانی واجب تو نہیں اگر کر لے تو جائز ہے۔ 17
- مسئلہ نمبر 4: قربانی میں میت کو شریک کرنا۔ 20
- مسئلہ نمبر 5: میت کے ایصال ثواب کے لئے مستقل قربانی کرنا۔ 22
- مسئلہ نمبر 6: قربانی کے جانوروں کی عمریں چیک۔ 22
- مسئلہ نمبر 7: خصی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے۔ 29
- مسئلہ نمبر 8: قربانی صرف تین دن تک کرنی جائز ہے۔ 29
- مسئلہ نمبر 9: جہاں پر عید کی نماز ہوتی ہے وہاں پر قربانی۔ عید کی نماز کے بعد کرنی چاہئے۔ 31
- مسئلہ نمبر 10: قربانی دن رات کرنی جائز ہے۔ 32
- مسئلہ نمبر 11: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔ 33
- مسئلہ نمبر 12: کیا سب گھروالوں کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہے۔ 34
- مسئلہ نمبر 13: اونٹ اور گائے میں صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ 38
- مسئلہ نمبر 14: کیا اونٹ کی قربانی میں دس افراد کا شریک ہونا سنت ہے۔ 39
- مسئلہ نمبر 15: قربانی کو اچھے انداز سے ذبح کرنا چاہئے۔ 46

مسئلہ نمبر 1: قربانی واجب ہے

قربانی کے واجب ہونے کے دلائل اولاً ربوہ میں بہت سے ہیں۔ جن میں سے چند یہاں پر نقل کئے جاتے ہیں۔

پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم کو قربانی دینے کا حکم ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا۔

فَصَلِّ يَوْمَكَ وَانْحَرُ

سو (ان نعمتوں کے شکر یہ میں) آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔

(سورۃ آلکوثر پ 30 آیت نمبر 22 ترجمہ حضرت تھانوی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی السنوی ۱۲۴۵ھ اور اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فعلی هذا یشبہ بہ وجوب صلوة العید والتضحیة

لہذا اس سے نماز عید اور قربانی کا واجب ہونا ثابت ہوا۔ (تفسیر مظہری ص 353 ج 10)

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

فصل لربک وانحر معناه ان فاسا کانوا یصلون بغیر اللہ تعالیٰ و

ینحرون بغیر اللہ فامر اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلیٰ لہ و

ینحرو لہ متقرباً الی ربہ بذلک

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی نماز پڑھو اور قربانی کر اس کا معنی یہ ہے کہ لوگ غیر

اللہ کی نماز پڑھتے تھے اور غیر اللہ کی قربانی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کو حکم دیا کہ تو اپنے رب کی نماز ادا کرو اور قربانی کر۔ (تفسیر خازن)

اس آیت سے یہ واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اور علماء

مسئلہ نمبر 16: تکبیر پڑھ کر ذبح کرنا۔ 47

مسئلہ نمبر 17: جس کی طرف سے قربانی کی جائے ذبح کے وقت اس کا ذکر کرنا۔ 48

مسئلہ نمبر 18: اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ۔ 49

مسئلہ نمبر 19: قربانی کے جانور میں سے اگر بچہ نکل آئے تو اس کا حکم۔ 50

مسئلہ نمبر 20: قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کا طریقہ۔ 55

مسئلہ نمبر 21: قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ 57

مسئلہ نمبر 22: قربانی کرنے والے (تضائی) کا حرجت کے طور پر 58

قربانی میں سے کچھ نہ دیا جائے۔

مسئلہ نمبر 23: کون کون سے جانور کی قربانی درست نہیں۔ 59

فرماتے ہیں جس چیز کا حکم اور امر ہو وہ کم از کم واجب ہو کہرتا ہے۔ علماء کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ کاسانی حنفی کا حوالہ:

علامہ کاسانی فرماتے ہیں۔

امر مطلق یہ وجوب کا تقاضا کرتا ہے عمل کے حق میں اور وعید واجب کے چھوڑ پر ہے۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ج 4 ص 194)

علامہ سرخسی کا حوالہ:

شخص الاثر سرخی حنفی التوفی 483 لکھتے ہیں۔

قربانی کو واجب قرار دینے کے سلسلے میں ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فصل لربک والنحر۔ اپنے رب کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے، اور امر وجوب کا تقاضا

کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس گنہگار ہو اور

وہ قربانی نہ کرے وہ ہماری عید کا میں نہ آئے اور قربانی نہ کرنے پر وعید کا لاحق کرنا ای صورت

میں ہو سکتا ہے جب قربانی واجب ہو، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

نے عید سے پہلے قربانی کی وہ قربانی کو دہرائے اور جس نے قربانی نہیں کی وہ اللہ کے نام پر ذبح

کرے، اس حدیث میں قربانی کا امر کیا ہے اور امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ”ضحوا“ قربانی کرو، یہ امر ہے اور آپ نے جو یہ فرمایا کہ یہ تمہارے باپ

ابراہیم کی سنت ہے تو اس سنت سے مراد دین میں طریقت ہے۔ اور یہ وجوب کی نفی نہیں کرتا۔ اور وہ

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم پر قربانی فرض نہیں کی گئی، اس میں مخالفین کی دلیل

نہیں ہے۔ کیونکہ ہم قربانی کو فرض نہیں کہتے واجب کہتے ہیں۔ مکتوب فرض کو کہتے ہیں جس کا انکار

کفر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ پر قربانی فرض تھی۔ اور حضرت ابوبکر

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جو ایک سال یا دو سال تک قربانی نہیں کی اس کی وجہ ان کا

افلاس تھا یا ان کا حال سفر میں ہونا، انہوں نے قربانی اس لئے نہیں کی کہ لوگوں کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ

افلاس یا سفر میں بھی قربانی واجب ہوتی ہے اور حضرت ابوسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے

قول کی بھی تاویل ہے۔ (المبہوت سرخسی ج 12 ص 9-8)

امام سمرقندی کا حوالہ:

حضرت امام علاء الدین السمرقندی تحفہ الفقہاء میں فرماتے ہیں

کہ صحیح ہمارا قول (اتحاد کا قول) ہے کیونکہ ارشاد خداوندی فصل لربک والنحر

سومنا پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر حضرات مفسرین رحمۃ اللہ تعالیٰ اجمعین نے فرمایا ہے

کہ صلوٰۃ سے مراد نماز عید ہے اور النحر سے مراد قربانی ہے۔ امر وجوب کے لئے آتا ہے۔

(تحفہ الفقہاء ج 3 ص 114)

شارح ابوداؤد و حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری کا حوالہ:

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری لکھتے ہیں۔

و مطلق الامر للوجوب فی حق العمل اور مطلق امر کسی بھی عمل کے حق میں

وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ (بذل المجہود شرح ابی داؤد ج 4 ص 68)

مولانا خالدا گھر جاکھی غیر مقلد کا حوالہ:

مولانا خالدا گھر جاکھی صاحب لکھتے ہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ کیا قربانی واجب ہے

یا سنت، جنہوں نے اسے واجب کہا ہے ان کے سامنے اوپر والی قرآن کی آیت اور احادیث

متفقہ تھیں اور جو لوگ واجب نہیں جانتے وہ دوسری حدیث پیش کرتے ہیں۔

(مسئلہ قربانی ماہنامہ پر مفسرین ماہ نومبر دسمبر 1984 اور ادوار احیاء گھر جاکھی گوجرانوالہ)

دوسری دلیل:

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ آپ اعلان فرمادیں۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

آپ کہہ دیجئے بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔

اور میں سب سے پہلے فرمانبرداری کرنے والا ہوں۔ (پارہ نمبر 8 سورة انعام آیت نمبر 162-163)

اس آیت کریمہ میں قربانی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں امرت کا لفظ ہے جس کا معنی یہی ہے۔ کہ مجھے نماز اور قربانی کرنے کا امر ہوا۔ اور جس کا حکم اور امر ہو وہ اگر فرض نہ ہو تو واجب ضرور ہوا کرتا ہے۔ لہذا اس سے واضح ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحمد خان سواتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی واجب ہے۔ امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی تائید اگلی آیت سے استدلال پیش کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں وبذلک امرت (مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے) میں امر ہے جو کہ وجوب کے لئے ہوتا ہے۔

چونکہ یہاں پر قربانی کا ذکر بھی ہے لہذا یہ واجب ہے۔ بعض احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کا حکم عام صدقہ کا نہیں بلکہ یہ زیادہ موکم ہے اور اس میں وجوب کا درجہ پایا جاتا ہے۔ سورۃ کوثر میں بھی آیا ہے ”فصل لربک وانحر“۔ یعنی اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔ (تفسیر معالم القرآن فی ردی القرآن جلد 7 سورة الانعام ص 532)

امام ابو بکر جصاص رازی حنفی لکھتے ہیں۔

واما قرن انسک الی الصلوة دل علی ان المراد صلوة العید والا ضحیحة و هذا یدل علی وجوب الاضحیة لقوله تعالیٰ وبذلک امرت والامر یقتضی الوجوب۔

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے نیک کو صلوٰۃ کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا تو اس سے یہ بات معلوم

ہوئی کہ یہاں صلوٰۃ سے عید اور قربانی مراد ہے اور اس قربانی کا وجوب بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ (و یذالک امرت) موجود ہے اور امر سے وجوب ثابت ہوتا ہے۔

احکام القرآن کی اس عبارت سے بھی ثابت ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

امام ابن کثیر کا حوالہ:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے اور ان کے نام کی قربانی دینے والے مشرکوں کو بتا دیں کہ ان کا طریقہ ان مشرکوں سے مختلف ہے ان کی نماز اور قربانی صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کے نام کی ہے اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے فرمان فصل لربک وانحر ہی کی مانند ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج 2 ص 222)

تیسری دلیل:

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں طاعت ہو اور پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

(سنن ابن ماجہ باب الامان والایمانیہ ج 1 ص 233 مستدرک حاکم ج 2 ص 232۔ مسند امام احمد ج 3 ص 321)

نصب الرایۃ فی تخریج احادیث ہدیہ ج 4 ص 207 الترتیب والترہیب ج 2 ص 155)

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تنبیہ فرما رہے ہیں جو قربانی کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے۔ اور اس قسم کی سخت تنبیہ واجب کے چھوڑنے پر رہی ہوا کرتی ہے تو اس حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں۔

ومثل هذا الوعيد لا یخلق بتوکر غیر الواجب۔

اس جیسی وعید لائنیں نہیں ہوتی۔ واجب کے علاوہ چھوڑنے کو۔

حضرت ملاحی قاری لکھتے ہیں۔

و مصابوید الوجوب خبر من وجد سعة
ان میں سے وہ روایت بھی ہے جو قربانی کے واجب ہونے کی تائید کرتی ہے۔

چوتھی دلیل:

حدیث جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں عید الاضحیٰ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا ہو وہ اب دوبارہ ذبح کرے اور جس نے نہیں ذبح کیا وہ قربانی کرے۔ (بخاری جلد 2 ص 834 باب من ذبح قبل الصلوة عا ہ)

پانچویں دلیل:

حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا پھر آپ نے یہ حکم دیا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ قربانی دوبارہ کرے۔ (مسلم جلد 2 ص 155 کتاب الاضاحی باب دھما)

چھٹی دلیل:

حدیث جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔

حضرت جندب بن عبد اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے ذبح کیا ہو پہلے اس کے کہ نماز پڑھی جائے تو چاہئے کہ دوبارہ ذبح کرے بجائے اس کے اور جس نے ذبح نہ کیا ہو اسے چاہئے کہ ذبح کرے۔

(طحاوی شریف باب من غرم الخمر قبل ان یفخر الامام کتاب الصيد والذباغ والاصنامی)

ساتویں دلیل:

حدیث عویمر بن اسقر

یحییٰ بن سعید نے عباد بن تیم سے روایت کی ہے کہ عویمرؓ میں اشعر نے قربانی کے دن عید گاہ جانے سے پہلے قربانی کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے حکم دیا کہ پھر دوسری قربانی کرے۔ (موطائے امام محمد کتاب الغنما باب الذباغ اذ یذبح الخیر قبل ان یدعو یدوم الاضحیٰ)

آٹھویں دلیل:

حدیث ابو بردہ رضی اللہ عنہ بن نيار

حضرت ابو بردہ بن نيار بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز ختم کرنے سے پہلے قربانی کر لی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ (مسند دارمی مترجم جلد اول ص 788 باب الذبح قبل الاضاحی)

نویں دلیل:

حدیث برآء بن خنیس رضی اللہ عنہ۔

حضرت برآء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقر عید کے روز کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے قبیلہ کی طرف منہ کر کے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھتا ہے۔ ہماری قربانی کی طرح قربانی کرتا ہے تو جب تک وہ نماز عید نہ پڑھے تو قربانی نہ کرے یہ سن کر میرے ماموں ابو بردہ بن نيار کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو غلٹ سے قربانی کر لی تاکہ میں اپنے اہل خانہ اور پڑوسیوں کو کھلاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوبارہ قربانی کرو کیونکہ سابقہ قربانی ادا نہیں ہوئی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بکری کا ایک دوسرا بچہ ہے جو ابھی ایک سال کا نہیں ہوا۔ اور میرے نزدیک وہ دو بکریوں کے گوشت سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا اسے ذبح کیجئے یہ تمہاری دو قربانیوں سے بہتر ہے اور تمہارے بعد یا تمہارے سوا بکری کا بچہ (جذعہ) قربانی میں دینا درست نہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں ان کو بکریاں کہ بانٹ دیویں اس کو حضرت کے صحابہ میں قربانی کے لئے سواقی رہ گئی اس میں سے ایک عتود یا ایک جدی سوڈ کر کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے (فقال صنع بہ انت) اس کی تم قربانی کر دو۔ (ترمذی ج 1 ص 181 باب فی الجذع من العسمن فی الاضاحی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے قربانی کرنے کے لئے صحابہ کرام میں بکریاں تقسیم کی تاکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قربان کریں۔ اور حضرت عقبہ بن عامر کو بھی حکم دیا کہ چاہئے تیرے حصہ میں عتود یا جدی آئی ہے تو اس کی قربانی کر دے۔ آپ کا یہ امر فرمانا وجوب کی دلیل ہے۔ تیرہویں دلیل:

ام بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑ کے چھ ماہ کے بچے کی قربانی کرنے کا حکم دیا۔ (مجمع الزوائد ج 4 ص 19)

چودھویں دلیل:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کرنے کا حکم کیا۔ (بخاری قربانی کے چاروں پر ایک حقیقی تبصرہ)

پندرہویں دلیل:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیرہ سے منع فرمایا: عتیرہ ایک زبیحہ تھا جسے لوگ رجب میں ذبح کرتے تھے آپ نے اس (عتیرہ) سے منع کیا اور انہیں قربانی کا حکم دیا۔ (مسند بزار و مجمع الزوائد)

سولہویں دلیل:

حسن سے روایت کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے دودے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے کہا یہ کیا ہے (یعنی قربانی تو ایک ذنبہ کفایت کرتا ہے تم دو کیوں کرتے ہو) تو

چھٹی دلیل سے لے کر نویں دلیل تک یہ احادیث بتا رہی ہیں کہ آپ نے ایسے شخص کو جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تھی دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا جس سے ثابت ہوا کہ قربانی واجب ہے کیونکہ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو آنحضرت تمناز عید سے پہلے قربانی کرنے والے کو کبھی بھی یہ حکم نہ دیتے کہ قربانی دوبارہ کرو۔

دسویں دلیل:

حدیث ابن عمرؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل مبارک۔

عن ابن عمر قال اقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمدينة عشر سنين يضحي۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔

(ترمذی ابواب الاضاحی باب ما جاء من الاضاحی) (ج 1 ص 182) (مسند احمد ج 2 ص 38 مشکوٰۃ ج 129)

اس حدیث سے واضح ہوا کہ آپ نے کسی سال بھی قربانی نہیں چھوڑی آپ کا قربانی کرنے پر مواظبت فرمانا قربانی کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔

گیارہویں دلیل:

حدیث انس بن مالکؓ

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔ (بخاری کتاب الاضاحی باب امیۃ التیمی اللہ علیہ وسلم)

بارہویں دلیل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لوگوں کو قربانی کرنے کا حکم دینا۔

مسئلہ نمبر 2: قربانی کرنے والا ذوالحجہ کے چاند کے بعد اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کاٹے۔ یہ مستحب ہے

حدیث:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور ناخن یونہی رہنے دے۔ (مسلم کتاب الاضاحی باب من منى على عذرى الحج)

حدیث:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قربانی کرنا چاہے وہ دس ذوالحجہ تک اپنے ناخن اور بال نہ کٹائے۔ پھر دسویں تاریخ کو قربانی کے بعد حجامت بنوائے۔ (نسائی کتاب العسما)

حنفی مسلک میں بال اور ناخن نہ کاٹنا مستحب ہے فرض واجب نہیں۔ علامہ ابن عابدین حنفی فرماتے ہیں۔ فهذا محمول على الندب دون الوجوب بالاجماع یعنی عشرہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد سے لے کر اپنے جانور کی قربانی کرنے تک بال اور ناخن نہ کاٹنا یہ فعل مستحب ہے کوئی واجب نہیں اس پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے۔ (فتاویٰ ثانی ج 3 ص 66)

حدیث:

امام نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں قربانی کی تو مجھے دیکھا کہ ان کے لئے ایک سیگ والا بکر خریدیں۔ پھر ان کی طرف سے قربانی کے دن عید گاہ میں ذبح کروں۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پھر قربانی کا جانور ان کے پاس لے جایا گیا تو

انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ میں ان کی طرف سے قربان کروں تو میں انہی کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (سنن ابوداؤد کتاب الضحایا باب الاضحیۃ عن ابیہ)

قرآن و سنت کے ان دلائل کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض فقہاء نے قربانی کو واجب کہا ہے۔

علامہ بدرالدین عین حنفی لکھتے ہیں۔

بہر حال قربانی امام ابوحنیفہ امام محمد امام زفر امام حسن کے نزدیک واجب ہے اور ایک روایت حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مروی ہے اور امام لحادی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری ج 21 ص 115-214)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس دہلوی قریشی غیر مقلد لکھتے ہیں:

علماء کا اختلاف ہے کہ قربانی واجب ہے یا سنت مگر وہ بہت سے علماء قربانی کو واجب بتاتے ہیں اور اس کے وجوب پر آیت فضل لربک والخر سے استدلال کرتے ہیں لیکن اکثر علماء سنت یہ کہہ رہے ہیں کہ قائل ہیں۔ جاہلین کی دلیلوں پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو لوگ وجوب کے قائل ہیں ان کے دلائل مستحکم اور مضبوط ہیں۔ بدور الابلہ میں طرفین کے دلائل کی خوب تحقیق کی گئی ہے۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ جسے قربانی کا اس قدر مقدر ہو کہ ایک بکرا یا مینڈھا بھیڑ خواہ نر یا مادہ خرید سکتا ہو تو اسے قربانی کرنا واجب ہے۔

(دستورالعملی فی احکام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص 176) (مطبوعہ اسلامک پبلیشنگ ہاؤس شیش محل روڈ لاہور)

تابعی کبیر امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول:

حضرت ابراہیم نخعی نے فرمایا قربانی حاجیوں کے علاوہ شہر میں رہنے والے سب لوگوں پر واجب ہے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ (کتاب الاضاحی ج 576 باب الاضحیۃ و اخصاء النسل)

اس طرح اور بھی بہت سے مسائل ہیں جن میں مسافر کے لئے آسانی پیدا کی گئی ہے۔ اسی آسانی کے اصول کے پیش نظر مسافر پر قربانی کو واجب قرار نہیں دیا گیا کیوں کہ قربانی کرنے کے لئے قربانی کرنے والے آدمی کو بہت سے خاص انتظامات کرنے پڑتے ہیں جو وہ سفر کی حالت میں نہیں کر سکتا۔ اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سفر میں قربانی کو واجب نہیں سمجھتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، نصب الرای فی تخریج احادیث الہدایہ وغیرہ کتب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان عظام کا سفر میں قربانی نہ کرنے کا عمل موجود ہے۔ جن میں سے بعض صحابہ کا عمل ہم یہاں پر نقل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

خليفة دوم امير المؤمنين حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل:

محدث کبیر امام عبدالرزاق صنعانی التو بی 21 ھ نقل کرتے ہیں۔

ان عمر بن الخطاب کان یحج فلا یضعی

کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کرتے اور قربانی نہ کرتے۔

(مصنف عبدالرزاق ج 4 ص 382)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے۔

خليفة چهارم: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب کی روایت:

صاحب جوہرۃ البیہرہ نقل فرماتے ہیں۔

اما الفقیر فظاہر و اما المسافر فلما روی عن علی رضی اللہ عنہ قال لیس علی المسافر جمعة و الاضحية۔

بہر حال غریب کے حق میں تو ظاہر ہے (یعنی اس کے پاس مال ہی نہیں قربانی کیا واجب ہو گی) اور بہر حال مسافر تو اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مسافر پر جمعہ واجب نہیں اور نہ ہی اس پر قربانی واجب ہے۔

(البحرۃ المیزان ج 2 ص 283 بحوالہ محمد عبدالحامی اور قربانی ص 240)

مولانا محمد فاروق غفرلہ عجل اللہ فریقہ کتاب قربانی اور عقیدہ کے مسائل صفحہ 56 میں لکھتے ہیں۔

ابراہیم نخعی اور ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ مسافر پر قربانی نہیں ہے اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی قول منقول ہے۔

تابعی کبیر حضرت امام ابراہیم نخعی کا حوالہ:

عن ابراہیم قال رخص للحاج والمسافر في ان لا يضحي (تحفہ عید الاضحیٰ اور قربانی ص)

کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حاجیوں اور مسافروں کو رخصت دی گئی ہے کہ چاہے قربانی نہ بھی کریں۔

امام محمد نے بھی کتاب الآثار باب الاضحية و اخصاء الفحل میں امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

محمد قال اخبرنا ابو حنیفة عن حماد عن ابراہیم قال الاضحية واجبة على اهل الامصار ما خلا الحاج۔ قال محمد: وبہ نأخذ و هو قول ابی حنیفة رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا قربانی حاجیوں کے علاوہ شہر میں رہنے والے سب لوگوں پر واجب ہے۔

امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(کتاب الآثار ج 5 ص 576)

مولانا حبیب اللہ مختار اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

(ش) قربانی ہر آزاد ایسے مسلمان پر واجب ہے جو مقیم ہو صاحب استطاعت ہو مسافر اور فقیر پر قربانی نہیں اس لئے کہ عبادت قادر پر واجب ہوتی ہے اور وہ مال دار ہے نہ کہ فقیر، مسافر پر اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مسافر پر جمعہ اور قربانی واجب نہیں ہے

تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

حدیث نمبر 2:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کرنا چاہا قربانی کے دن دو دہے سینگ دار ابلق خصی کو پھر جب ان کو رو بقلید کیا تو کہا مقرر میں اپنا منہ متوجہ کر تا ہوں اس کے لئے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں ابراہیم کے دین پر ہوں اور تو حید کرنے والا ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں تحقیق نماز میری اور اور تمام عبادتیں میری اور زندگی میری اور مرا میرا خالص واسطے اللہ پروردگار عالموں کے لئے ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور میں اسی کا حکم کیا گیا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں یا اللہ یہ قربانی تیری ہی عطا ہے اور خالص تیری ہی رضا کے لئے ہے محمد سے اسے قبول کر اور اس کی امت سے اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ بہت بڑا ہے پھر اس کو ذبح کیا۔

(ابوداؤد مجرم ج 2 ص 408-409 کتاب النحای باب استحب من النحایا، ابن ماجہ ابواب الاضاحی ص 225)

حدیث نمبر 3:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ کرتے تو دو مینڈے خریدتے جو مونے تازے چنگرے اور خصی ہوتے ایچہ اپنی امت کے ہر اس شخص کی طرف سے ذبح کرتے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپؐ کی رسالت کی شہادت دیتا ہو اور دوسرا مینڈہ حاتمہ اور آل محمد کی طرف سے ذبح کرتے۔

(ابن ماجہ ابواب الاضاحی باب اضاحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص 226-225)

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مسافر ہوتے تھے تو قربانی نہیں کرتے تھے حاجی بھی مسافر ہوتا ہے اس لئے اس پر بھی قربانی نہیں، البتہ اگر اہل مکہ حج کریں تو ان پر قربانی واجب ہو گی اس لئے کہ وہ مسافر نہیں ہوتے۔

(الحاشیہ شرح کتاب الآثار ص 576 معنی ذاکر حبیب اللہ حقار دار التصفیہ جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5)

مسئلہ نمبر 4: قربانی میں میت کو شریک کرنا

قربانی مالی عبادت ہے اور اس کے ذریعہ سے بھی ایصال ثواب کرنا درست ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی ہے۔ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ایک مینڈہ سانگہ دار لانا کا۔ جو چلتا ہو سیاهی میں اور بیٹھتا ہو سیاهی میں اور دیکھتا ہو سیاهی میں (یعنی پاؤں اور پیٹ اور آنکھوں کے گرد سے سیاہ ہو) پھر لا گیا ایک ایسا مینڈہ ہا قربانی کے لئے آپ نے فرمایا اے عائشہؓ چھری یا پھر فرمایا تیز کر لے اس کو پتھر سے میں نے تیز کر دی پھر آپؐ نے چھری لی اور مینڈہ لے کر پکڑا اس کو لٹایا پھر اس کو ذبح کیا پھر فرمایا بسم اللہ یا اللہ قبول کر محمد کی طرف سے اور محمد کی آل کی طرف سے اور محمد کی طرف سے پھر قربانی کی اس کی۔

(مسلم مجرم ج 5 ص 219-218 ترجمہ علامہ وحید ازماں غیر مقلد کتاب الاضاحی باب استحب النحیہ)

ابوداؤد کتاب النحای باب استحب من النحایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایصال ثواب زندہ اور مردہ دونوں قسم کے ممکن بندوں کو کیا جا سکتا ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری امت کی طرف سے قربانی فرمائی اور آپ کی امت کے بعض افراد اس وقت فوت ہو چکے تھے اور بہت سے زندہ تھے اور بہت سے ابھی

مسئلہ نمبر 5: میت کے ایصال ثواب کے لئے مستقل قربانی کرنا

حدیث:

حضرت حنظل سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے دو دینے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے کہا یہ کیا ہے (یعنی قربانی میں تو ایک ذبیہ کفایت کرتا ہے تم دو کیوں کرتے ہو) تو انہوں نے (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں تو میں انہی کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(ابوداؤد مترجم ج 2 ص 407، کتاب الطحا یا باب الاضیئۃ من البیت مردے کی طرف سے قربانی کرنے کا بیان ترجمہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد) مشکوٰۃ مترجم جلد 1 ص 311 (رحمہ اللہ)

حدیث:

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ ہمیشہ قربانی کرتے تھے دو مینڈھوں کی ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے سولوگوں نے ان سے کہا کہ کیوں ایسا کرتے ہیں آپ۔ تو جواب دیا انہوں نے کہ حکم کیا مجھ کو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا پس نہ چھوڑوں گا میں اسے سکیں۔

(ترمذی مترجم علامہ داؤد جزاں غیر مقلد ج 1 ص 563 ابواب الامتات باب فی الاضیئۃ)

مسئلہ نمبر 6: قربانی کے جانوروں کی عمریں چیک

قربانی کے جانوروں کی عمر کے متعلق قرآن و سنت میں خاص عمر کی قید کے ساتھ کوئی حکم موجود نہیں ہے۔ مختلف احادیث میں بعض ایسے الفاظ موجود ہیں جن کے معنی مختلف پتے ہیں۔ کسی لغت والے نے کچھ معنی لکھے ہیں اور کسی نے کچھ۔ ہم نے ایسے موقع پر وہ معنی مراد لینے ہیں جو

سلف صالحین (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تابعین رحمۃ اللہ علیہم تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ اور آئمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہ) نے لئے ہیں۔ ہم پہلے وہ حدیث نقل کرتے ہیں پھر ان الفاظ کے معنی بیان کریں گے۔

حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تذبحوا الا مسنة الا ان یحسر علیکم فتذبحوا جذعة من

(الضمان)

مست ذبح کرو قربانی میں مگر مسنة (جو ایک برس کا ہو کر دوسرے میں لگا ہو) البتہ جب تم کو ایسا جانور نہ ملے تو ذبیہ کا جذعہ کرو (جو چھ مہینہ کا ہو کر ساتویں میں لگا ہو)

(مسلم مترجم علامہ وحید الزماں غیر مقلد ج 5 ص 216)

حدیث نمبر 2:

عن عاصم بن کلیب عن ابیہ قال کنا مع رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقال له مجاشع من بنی سلیم فعزت الغنم فامر منادی فنادی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ کان یقول ان الجذع یوفی مہا یوفی منه الثنی

عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے ساتھ ہم تھے۔ ان کو مجاشع کہتے ہیں وہ بنی سلیم سے تھے ایک بار بکرا ہاں بہت گراں ہو گئیں انہوں نے منادی کو حکم دیا پکارے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ مقرر جذعہ (یعنی ذبیہ بھیر جو چھ مہینے سے زیادہ ہو) کفایت کرتا ہے اس چیز سے کہ شی اس سے کفایت کرے۔

(ابوداؤد مترجم علامہ وحید الزماں غیر مقلد ج 2 ص 410)

اس حدیث کی شرح میں علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ف:

یعنی جذع کی قربانی کرنا جائز ہے اس بکری کی قربانی کے مانند جو برس دن سے زیادہ ہو بکریوں میں شئی وہ ہے جو برس دن پورا کر کے دوسرے میں لگے اور بیل گائے میں وہ ہے کہ دو برس پورا کر کے تیسرے میں لگے اور اونٹ میں وہ ہے جو پانچ برس پورا کر کے چھٹے میں لگے، بعضوں کے نزدیک بکری شئی وہ ہے جو دو برس کی ہو کر تیسری میں لگے اس سے پہلے جذع ہے۔

(ابوداؤد مترجم علامہ وحید الزماں جلد دوم ص 410)

ان دونوں حدیثوں میں تین لفظ استعمال ہوئے ہیں جن سے فقہاء کرام نے قربانی کے جانوروں کی عمر پر استدلال فرمایا ہے۔

نمبر 1: مست: 2: نمبر: شئی نمبر 3: جذع

اوپر علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان الفاظ کی کچھ تشریح تو گزر چکی ہے مگر ہم یہاں عوام کے لئے اس مسئلہ کی مزید وضاحت فقہائے کرام سے نقل کرتے ہیں تاکہ یہ مسئلہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔

(مشکوٰۃ شریف کے مشہور شارح حضرت مولانا علامہ نواب قطب الدین محدث دہلوی) التوتی (1279) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

منہ یا جذع کسی خاص جانور کا نام نہیں بلکہ یہ ایک اصطلاح ہے جو قربانی کے جانور کی عمر کے سلسلہ میں مستعمل ہوتی ہے چنانچہ حنفی مسلک کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے کہ اونٹوں میں وہ اونٹ منہ کہلاتا ہے جو پورے پانچ سال کی عمر کا ہو اور چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ گائے بھینس اور بیل میں منہ اسے کہتے ہیں جو پورے دو سال کی عمر کا ہو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ بکری بھینر اور دنبہ میں منہ وہ ہے جو اپنی عمر کا پورا ایک سال گزار کر دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ لہذا ان جانوروں میں قربانی کے لئے جانور کا منہ ہونا ضروری ہے۔ ہاں دنبہ اور بھینر اگر جذع بھی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ جذع بھینر یا دنبہ کا وہ بچہ کہلاتا ہے جس کی عمر ایک

برس سے کم تو ہو مگر چھ ماہ سے زیادہ ہو۔

(مظاہر حق مشکوٰۃ جدید ج 1 ص 948-947 دارالاشاعت کراچی)

فتاویٰ قاضی خاں کا حوالہ:

امام قاضی خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اور گائے میں سے شئی وہ ہے جس کے دو سال گزر چکے ہوں اور تیسرے میں داخل ہو چکا ہو اور بکری میں سے شئی وہ ہے جس کی عمر کا ایک سال مکمل ہو چکا ہو دوسرے میں لگ چکے ہوں (فتاویٰ قاضی خاں ج 4 ص 331 بحوالہ تجوید الامنی ص 389)

معنی ابن قدامہ کا حوالہ:

علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال و کعب الجذع الضان یکون ابن سبعة او ستة اشهر -

حضرت امام و کعب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھینر، دنبہ سات یا چھ مہینوں کا ہونا چاہئے۔

(المعنی ابن قدامہ ج 1 ص 369 بحوالہ تجوید الامنی) (ترجمہ ص 216)

ناظرین ہم نے فقہائے کرام کے حوالے سے تینوں لفظوں کے صحیح مطالب بیان کر دیئے ہیں فقہائے کرام نے ان الفاظ سے جانور کی عمر پر استدلال فرمایا ہے کسی نے بھی منہ کا مطلب دوندا نہیں لیا۔ بعض لوگ فقہائے کرام کے صحیح مطالب کے خلاف صرف اپنا مطلب نکالنے کے لئے بعض کتب لغت سے کھینچنا بیان کر کے منہ کا معنی دوندا کرتے ہیں اور اس بات پر بہت ضرور دیتے ہیں جو درست نہیں ہے اہل لغت نے بھی منہ کے معنی بیان کئے ہیں مگر وہ صرف اپنے مطلب کا معنی ہی عوام کو بتاتے ہیں۔ جب کہ دین میں فقہاء کی بات کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ صرف اہل لغت کا اگر لغت پر ہی کسی مسئلہ کی بنیاد رکھ دی جائے تو پھر بہت سی خرابیاں جنم لیں گی۔ اگر کسی مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہو جائے تو پھر جس طرف فقہائے کرام ہوں گے اس کو ترجیح دی جائے گی۔

علامہ ابن جوزی جنبل کا حوالہ:

علامہ عبد الرحمن بن الجوزی الحسلی فرماتے ہیں۔

اعلم ان في الحديث دقائق و افات لا يعرفها الا لعلماء الفقهاء

تأرة في نقلها و تأرة في كشف معناها

تو جان لے کہ حدیث میں بڑی باریکیاں اور پیچیدگیاں ہوتی ہیں جن کو صرف وہ علماء پہچان سکتے ہیں جو فقہاء ہوں کبھی تو ان کی روایت نقل میں اور کبھی ان کے معانی کے کشف میں یہ دقائق و افات ہوتی ہیں۔ (دفع شب التثیہ ص 26 بحوالہ قربانی کے چاروں پر ایک تحقیقی تبصرہ)

5- طبقات سبکی کا حوالہ:

علامہ سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوالحسن منصور رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں۔

امام ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ منصور بن اسماعیل جو صاحب المذہب تھے فرماتے ہیں۔

عاب التفقة قوم البقول لهم	و ما عليه اذا عابوه من ضرر
ما ضر شمس الضحى وهي طالعة	ان لا يري ضوءها من ليسى ذابصر

یعنی فتنہ حاصل کرنے کو ان لوگوں نے معیوب قرار دیا جو عقل سے محروم ہیں اور ایسے لوگوں کے علم پر فتنہ پڑے گا ان سے کوئی ضرر نہیں اگر کوئی نابینا آفتاب کو جو آب و تاب سے طلوع ہو چکا ہو نہیں دیکھتا تو اس سے آفتاب کی روشنی کو کیا نقصان ہوتا ہے۔

(طبقات سبکی ج 2 ص 317 بحوالہ قربانی کے چاروں پر ایک تحقیقی تبصرہ)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ فقہاء کی بات کا اعتبار کیا جائے گا نہ کہ بعض اہل لغت کا اور فقہاء مسند کا معنی جانور کی عمر سے کرتے ہیں نہ کہ دندہ سے۔

لغت کے اعتبار سے شمی و مسئلہ کا صحیح معنی:

جیسے کہ ہم نے شروع میں یہ بات کہی تھی کہ اہل لغت میں بھی اختلاف ہے بعض نے کچھ اور

علماء کے درمیان یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ فقہاء کرام ہی احادیث کے معانی خوب جانتے ہیں۔

امام ترمذی کا حوالہ:

1- امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں و کن الـ قال الفقهاء و هم اعلم بمعاني الحديث امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اسی طرح فقہاء کرام نے کہا ہے اور وہ بھی حدیث کو خوب جانتے ہیں۔ (ترمذی ج 1 ص 118)

اس امام حاکم نیشاپوری کا حوالہ:

و حدیث بتداولہ الفقهاء خیر من ان يتداوله الشيوخ
وہ حدیث جس کو فقہاء کرام روایت کرتے ہیں اس سے زیادہ بہتر ہے جس کو صرف شیوخ بیان کرتے ہیں۔

(معرظ علوم المذہب بحوالہ قربانی کے چاروں پر ایک تحقیقی تبصرہ از مولانا حکیم رحمت اللہ ربانی)

3- علامہ ابوبکر محمد بن موسیٰ الہمدانی الشافعی کا حوالہ:

علامہ صاحب فرماتے ہیں۔

و ان يكون رواية احديثين مع تساويهم في الحفظ و الاتقان
فقهاء عارفين باجتنان الاحكام من ثمرات الفاظ فالاسترواح الى
حديث الفقهاء اولى الخ

و دود شوش میں سے ایک حدیث کے راوی دوسری حدیث کے راویوں کے ساتھ حفظ و اتقان میں مساوی ہونے کے علاوہ فقہاء ہوں اور الفاظ کے میوؤں سے احکام چمکنے اور حاصل کرنے کے عارف ہوں تو ان کی حدیث کی طرف رجوع کرنا اولیٰ ہے۔

(کتاب الاعتبار ص 15 بحوالہ قربانی کے چاروں پر ایک تحقیقی تبصرہ)

بعض نے کچھ معنی لکھے ہیں۔ ہم یہاں پر بعض اہل لغت سے شنی اور منہ کا معنی نقل کرتے ہیں۔
لغت کی مشہور کتاب لسان العرب کا حوالہ۔

لسان العرب کے مصنف ”منہ“ کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الثغنی من الابل الذی یلقی ثنیته

اونٹ کا سنہ وہ ہوتا ہے جو دودھ کے دانت گرا دے۔

وقبل کل ماسقط ثنیہ من غیر انسان شنی اور کہا گیا ہے کہ ہر وہ جانور جو دودھ کے دانت گرا دے وہ شنی ہے ہوا انسان کے۔

و علی مذہب احمد بن حنبل ما دخل من المعز فی الثانیة من البقر فی الثالثة۔

امام احمد بن حنبل کے مذہب میں منہ بکری کا وہ ہوتا ہے جو ایک سال کامل کا ہو کر دوسرے سال میں داخل ہو جائے اور گائے کا سنہ دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو جائے۔ (لسان العرب)

لسان العرب جو لغت کی مشہور کتاب ہے اس میں جو منہ کی تعریف کی گئی ہے ان میں سے ایک عبارت میں بھی منہ کا معنی دو نڈا نہیں کیا۔ (بحوالہ قربانی کے چار دن پر ایک تحقیقی نمبر) بعض غیر مقلد علماء نے بھی منہ اور جذعہ سے جانوروں کی عمر پر مراد لی ہے۔

مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ امر تشری کا حوالہ:

مولانا ثناء اللہ ایک سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے اس میں لکھتے ہیں۔

اور سن بکری کا ایک سال۔ یعنی ایک سال پورا، اور دوسرا شروع اور گائے اور بھینس کا دو سال یعنی دو سال پورے اور تیسرا شروع اور اونٹ کا پانچ سال اور چھٹا شروع ہونا چاہئے۔ اور بھیل ایک سال سے کم کا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ خوب موٹا اور تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ سال سے کم کی قربانی نہ کرو اور ضرورت کے وقت بھیل کا جذعہ کر لو۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یأجوز الامسنة الا ان یعسر علیکم فتذ یحوا جذعة من الصنآن رواہ الجماعة الا البخاری کذا فی منتقى الاخبار۔

منہ ہر جانور میں سے شنی کو کہتے ہیں اور شنی کہتے ہیں بکری میں سے جو ایک سال کا ہو اور دوسرا شروع اور گائے بھینس میں جو دو سال کا ہو اور تیسرا شروع اور اونٹ کا جو پانچ سال کا ہو چھٹا شروع ہو۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص 803 باب پنجم کتاب الحج مکتبہ مکتب احباب الحمدیث اردو بازار لاہور)

مسئلہ نمبر 7: خصی جانور کی قربانی کرنا جائز ہے

حدیث:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چنگبرے اور بیگلوں والے مونٹے تازے خصی جانوروں کی قربانی کی۔

(سنن ابکبریٰ بیہقی ص 268 جلد 9 ابوداؤد باب باستحب من الضحیا)

مسئلہ نمبر 8: قربانی صرف تین دن تک کرنی جائز ہے

حدیث:

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قربانی دو دن تک درست ہے بعد عید الاضحیٰ کے۔ (سنن ابکبریٰ ج 9 ص 297) (موطا امام مالک مترجم علامہ وحید انوار ص 370 ص 371 کتاب الضحیٰ) (مشکوٰۃ مترجم ج 3 ص 313 باب فی الاضحیۃ تیسری فصل)

حدیث:

حضرت زرار بن حبیش اور عبادۃ بن عبداللہ اسدی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے قربانی کے دن تین ہیں ان میں پہلا دن سب میں سے افضل ہے۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج 21 ص 148-147) (تفسیر ابن کثیر مترجم (سنن الکبریٰ ج 9 ص 297)

حدیث:

حضرت معاویہ بن صالح سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت ابوہریرہ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ قربانی تین دن ہے۔ (بخاری ابن حزم ج 7 ص 377)

حدیث:

دکھنے کے شعبہ سے نقل کیا ہے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قربانی دس گیارہ اور بارہ تاریخ تک ہے۔ (بخاری ابن حزم ج 7 ص 377) (سنن الکبریٰ ج 2 ص 297)

حدیث:

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ (عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج 21 ص 147) (بخاری ابن حزم)

قرآن کریم کی روشنی میں اس مسئلہ کی کچھ وضاحت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْاَنْعَامِ فَاَكْلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ۔

اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کے نام کا حقہ روزوں میں ان بے زبانوں کو پائیسوں پر (ذبح کے وقت) جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ پس خود بھی کھاؤ ان سے اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو۔ (سورۃ الحج آیت نمبر 28)

اس آیت میں ایام معلومات کا ذکر آیا ہے ہم مفسرین سے معلوم کرتے ہیں کہ ان سے کون کون سے دن مراد ہیں۔

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ معلومات سے مراد قربانی کے ایام ہیں اور قربانی پہلے دن جو کہ عید کا دن ہے۔ دوسرے دن اور تیسرے دن ہو سکتی ہے جو تھے دن قربانی نہیں ہوتی۔ اس پر ہمارے علماء کا اجماع ہے پس چونکہ ان رب کریم کے ارشاد گرامی ”معلومات“ میں شامل ہی نہیں اس لئے کہ اس میں قربانی نہیں کی جاتی۔ چونکہ جو تھے دن (تیسرے دن ذی الحجہ کو) رمی جمار کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ رمی کے سبب صرف یوم معدود ہے اور غر (قربانی) نہ ہونے کی وجہ سے وہ یوم معلوم

نہیں۔ (تفسیر قرطبی ج 2 ص 3) (احکام القرآن ج 5 ص 316)

امام ابوبکر جصاص رازی لکھتے ہیں۔

جب یہ ثابت ہو کہ قربانی ان اوقات میں جائز ہے جن پر لفظ ایام کا اطلاق کیا گیا اور کم از کم اتنا دوس کو لفظ ایام شامل ہے وہ تین دن ہیں تو تین قطعی طور پر ثابت ہو گئے اور تین سے زائد کسی دن پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی چنانچہ تین سے زائد کسی دن قربانی کرنا ثابت نہ ہو۔

(احکام القرآن ج 3 ص 235 مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)

مسئلہ نمبر 9: جہاں پر عید کی نماز ہوتی ہے وہاں پر قربانی عید کی

نماز کے بعد کرنی چاہئے

حدیث:

سیدنا جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں عید الاضحیٰ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے قربانی کا گوشت دیکھا (جو نماز سے قبل

سَوَّيَا۔ (پارہ 6 سورہ مريم آیت نمبر 30)
 ذکر کرنے کے لئے کوئی نشانی اللہ نے فرمایا تیری
 نشان ہے یہ کہ نہیں تو بات کر سکے گا لوگوں سے تین راہیں تمتدستی کے باوجود۔
 اس آیت سے معلوم ہوا کہ رات کو بھی دن ہی میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اوپر والی آیت میں
 ثلث ایام آیا ہے۔

حدیث:

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔
 مسئلہ: قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں (شامی) (اکام، تاریخ قربانی ص 42)
 مفتی عبدالرؤف صاحب سکھری لکھتے ہیں۔

مسئلہ: دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے۔ قربانی کرے، چاہے دن میں چاہے
 رات، لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہو اور اگر خوب زیادہ
 روشنی ہو جیسا کہ شہر میں بجلی ہوتی ہے تو رات کو قربانی کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
 (عالمگیری بترف) (بحوالہ فضائل و مسائل قربانی ص 30)

مفتی احمد رضا صاحب پیروری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 38: دس ذی الحجہ سے نماز عید کے بعد بارہ ذی الحجہ غروب آفتاب تک قربانی
 دینے کا وقت ہے چاہے رات کو ذبح کرے چاہے دن کو۔ (مسائل قربانی ص 14)

مسئلہ نمبر 11: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چت کبرے
 مینڈھے سینگ دار قربانی کئے اپنے ہاتھ سے دونوں کو ذبح کیا۔ بسم اللہ اللہ اکبر تکبیر پڑھی اور اپنا

ذبح کی گئی تھی) تب آپ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی (ذبح) کی ہے وہ اس کی جگہ
 دوسری قربانی کرے۔ (بخاری ج 2 ص 834 کتاب الاضاحی باب من ذبح قبل الصلوة اعادہ)

مسئلہ نمبر 10: قربانی دن رات کرنی جائز ہے

حدیث:

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قربانی
 عید الاضحیٰ کے دن کے بعد دو دن ہے۔ (موطامام ماہک 497)

حدیث:

حضرت زہر بن حبیش اور عبادہ بن عبداللہ اسدی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
 کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے قربانی کے دن تین ہیں ان میں سے پہلا دن سب سے
 افضل ہے۔ (معلیٰ ابن جریر ص 40)

ان روایات کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی روایات ہیں جن میں تین دن قربانی کا ذکر ہے
 کچھ مسئلہ نمبر ۸ کے تحت گزر چکی ہے۔ محدثین اور فقہائے کرام نے ایسی تمام روایات سے دن
 اور رات دونوں مراد لئے ہیں)

قرآن کی روشنی میں بھی رات اور دن دونوں کو ہی شمار کیا جاتا ہے۔ سورہ آل عمران پارہ
 نمبر 3 آیت نمبر 41 میں ہے۔

قَالَ أَيُّتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَهُ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا زَوْجًا

اللہ نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ نہیں تو کام کر سکے گا لوگوں سے تین دن مگر اشارے سے۔
 دوسری آیت:

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّي آيَةً قَالَ أَيُّتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَهُ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ

کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

کیا سب گھروالوں کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے؟

قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے سورۃ انا اعطیناک میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔ فصل لربک والنحر تو آپ نماز پڑھیں اپنے رب کے لئے اور قربانی کریں۔

اسی طرح دوسری آیت میں آتا ہے۔

قُلْ اِنْ صَلَّيْتَ وَصَلَّيْتَ وَمَخَّيَا وَمَخَّيَا وَصَلَّيْتَ وَلِلّٰهِ الْعَلِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْاٰمِنِيْنَ۔

کہہ دیجئے یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے نہیں کوئی شریک اس کا اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (پارہ 8 سورۃ الانعام آیت نمبر 163-162)

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ اور آپ ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو جامع ترمذی ابواب الاضاحی باب ابا جاع ان الشاة الواحدة) اور مسلمانوں کو اس کی تاکید بھی فرماتے تھے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے۔

روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ ہمیشہ قربانی کرتے تھے دو (2) مینڈھوں کی ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے سولوگوں نے ان سے کہا کہ کیوں ایسا کرتے ہیں آپ، تو جواب دیا میں انہوں نے کہ حکم کیا مجھ کو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا پس منظر چھوڑ دیا میں اسے سمجھی۔

(ترمذی، ترمیم جلد اول ص 563 علامہ بدیع الزماں فیہ مقلدا ابواب الاضاحی باب فی الاضاحی کی پیشین)

پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا۔ (بخاری کتاب الاضاحی باب التیمیر عند الذبح ج 2 ص 835)

مسئلہ نمبر 12: کیا سب گھروالوں کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہے

اہل سنت والجماعت کے نزدیک ہر صاحب نصاب عاقل، بالغ پر قربانی کرنا واجب ہے اگر ایک گھر میں کئی صاحب نصاب موجود ہوں تو سب پر الگ الگ قربانی کرنا واجب ہوگا اگر ایک ہی ایسا شخص موجود ہے جو صاحب نصاب ہو تو پھر وہ ایک ہی قربانی کرے گا۔ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک گھر کی طرف سے صرف ایک قربانی کافی ہوتی ہے چاہے کتنے ہی صاحب نصاب اس گھر میں رہتے ہوں۔ وہ لوگ یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

روایت ہے عطاء بن یرسار کے کہتے تھے پوچھا میں نے ابواب سے کیونکر ہوتی تھیں قربانیاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو کہا انہوں نے ایک آدمی قربانی کرتا تھا ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے سو آپ بھی کھاتے تھے اور لوگوں کو بھی کھلاتے تھے یہاں تک کہ فخر کرنے لگے سو ہو گئی جیسے تو دیکھتا ہے یعنی بہت جانور قربانی کرنے لگے۔ (ترمذی مترجم علامہ بدیع الزماں ج 1 ص 566) امام ترمذی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

اور بعض علماء نے کہا یہ کہ نہیں کافی ہے ایک بکری مگر ایک آدمی کو اور یہی قول ہے عبداللہ بن مبارک اور سوان کے اور علماء کا۔

امام ترمذی کی اس بات سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے جو علماء یہ کہتے ہیں کہ قربانی ہر مسلمان، عاقل، بالغ، تقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملکیت ساڑھے پاون تو لے چاندی یا اس کی قیمت کا مال ہو یعنی صاحب نصاب ہو ان کی بات زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے ان

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ صحابہ کو قربانی کرنے کا حکم دیتے تھے۔

امام بخاری کتاب الاضاحی باب الھدیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکثیرین اقرنین ویدکرسمینین میں نقل کرتے ہیں۔

یہی بن سعید انصاری کہتے ہیں میں نے ابوامامہ بن بہل سے سنا وہ کہتے تھے ہم مدینے میں قربانی کے جانوروں کو خوب کھلا پلا کر مونگا کیا کرتے، دوسرے مسلمان بھی ایسا ہی کرتے۔

حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص میں طاقت ہو اور پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

(مسند احمد جلد 2 ص 321)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر اس شخص پر قربانی واجب ہے جو طاقت رکھتا ہو۔

حدیث:

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا شے ہے آپ نے فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے) صحابہ نے عرض کیا تو اس قربانی سے ہمیں کیا ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہر مال کے عوض ایک نیکی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں بڑھا ہوا آپ نے فرمایا تب بھی ہر مال کے عوض ایک نیکی ملے گی۔ (نسخ ابن ماجہ ص 126 ابواب الاضاحی باب ثواب الھدیۃ)

حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے دن اللہ کو خون بہانے سے زیادہ بندے کا کوئی عمل محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن

اپنے سینک اور کھروسیت آئے گا خون زمین پر گرنے سے پہلے یہ اللہ کے ہاں ایک بلند درجہ حاصل کر لیتا ہے تو تم اس قربانی سے دلی خوشی محسوس کرو۔

(ترمذی ابواب الاضاحی باب ما فی فضل الھدیۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک:

احادیث میں آتا ہے کہ آپ نے دو چنگیرے دے دیے ذبح کئے۔

(بخاری کتاب الاضاحی باب تعبیر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ نے سات اونٹ نحر کئے (بخاری کتاب الحج باب من خر بہ یدہ) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے تیرہ اونٹ نحر کئے۔

(مسلم کتاب الحج باب یدہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی۔ (بخاری ج 1 ص 231 مسلم ج 1 ص 424)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں صرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر ہے جس میں آتا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے دن ایک گائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ذبح فرمائی۔ (مسلم ج 1 ص 424 و مشکوٰۃ ج 231)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں اس طرح آتا ہے کہ آپ نے حیتہ الوداع کے موقع پر اپنی آل کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔ (ابوداؤد ج 1 ص 424)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سواؤنٹوں کی قربانی کرنے کا ذکر ہے۔ (بخاری ج 1 ص 232، مجمع الزوائد ج 4 ص 22-21) میں روایت آتی ہے جس میں آتا ہے کہ آپ نے قربانی کرنے کے بعد فرمایا اے اللہ یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔ آپ کا عمل ہر مسلمان کے لئے ہے اگر اللہ نے طاقت دی ہے تو ضرور عمل کرے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا۔ سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ خریدا اور سات آدمیوں کی طرف سے ہی گائے کی قربانی کی۔ (مسلم باب جواز الاشتراک فی الہدی)

حدیث نمبر 4:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج اور عمرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور سات سات آدمی ایک قربانی میں شرکت ہو گئے تھے۔ ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ جس طرح قربانی کے اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں کیا اسی طرح بعد کے خریدے ہوئے اونٹ میں بھی شریک جائز ہے انہوں نے کہا پہلے سے اور بعد میں خریدے ہوئے دونوں اونٹوں کا حکم ایک ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث میں موجود تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نے ستر (70) اونٹ ذبح کئے اور ہر اونٹ میں سات شریک تھے۔ (مسلم اشتراک فی الہدی)

مسئلہ نمبر 14: کیا اونٹ کی قربانی میں دس افراد کا شریک ہونا

سنت ہے

بعض حضرات اس مسئلہ پر کافی زور دیتے ہیں کہ اونٹ کی قربانی میں دس افراد کا شریک ہونا سنت ہے۔ وہ اپنی اس بات کو ثبوت کرنے کے لئے جو حدیث پیش کرتے ہیں ہم اس کو یہاں پر نقل کر کے اس کا جواب عرض کرتے ہیں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا ہدایۃ بن عبد الوہاب انبا الفضل بن موسیٰ انبا الحسین بن واقد عن علیاء بن احمر عن عکرمہ عن ابن عباس قال کنا مع رسول اللہ ﷺ فی سفر فحضر الاضعی فاشتروا کنا فی الجزور عن عشرة

ان دلائل کے ہوتے ہوئے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پورے گھر کی طرف سے صرف ایک بکری ذبح کرنا کافی ہے۔ چاہئے اس گھر کے تمام افراد صاحب نصاب ہوں۔ درست معلوم نہیں ہوتا۔ روایت میں یہ جو آیا ہے کہ پورے گھر کی طرف سے ایک قربانی کی گئی اس کا مطلب یہ ہے کہ سب گھر والوں کو اس کے ثواب میں شریک کیا گیا۔

مسئلہ نمبر 13: اونٹ اور گائے میں صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں

حدیث نمبر 1:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا تلبیہ کہتے ہوئے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔ (مسلم باب جواز الاشتراک فی الہدی)

حدیث نمبر 2:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کئے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔ (ترمذی ج 1 ص 180)

اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور اس پر عمل ہے علما و صحابہ وغیرہم کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد (کا)۔

(ترمذی مترجم علامہ دبیچ الزماں ج 1 ص 565)

حدیث نمبر 3:

والبقرة عن سبعته۔

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید الاضحیٰ کا دن آ گیا تو ہم نے اونٹ میں دس حصے اور گائے میں سات حصے کئے۔

(سنن ابن ماجہ، باب: عن کم تجزى البدنة والبقرة، حدیث: ۹۱۷)

اس حدیث کے کئی جوابات ہیں:

جواب نمبر ۱:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی فضل بن موسیٰ ہے جو کہ ضعیف نہیں ہے۔ علامہ ذہبی (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۶۰) میں نقل کرتے ہیں:-

یروی عن صغار التابعین ما علمت فیہ لیناً الاماروی عبد اللہ بن علی البیدی. سمعت ابی و سئل بن ابی تمیلة وال سینانی فقدم اباً تمیلة وقال روى الفضل احادیث مناکیر۔

وہ چھوٹے تابعین سے روایت کرتے ہیں میں اس کے بارے میں نہیں جانتا مگر وہ جو عبد اللہ بن علی البیدی روایت کرے، میں نے اپنے والد سے سنا کہ ان سے ابو تمیلة اور سینانی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ابو تمیلة کو مقدم گردانا اور کہا کہ فضل نے منکر احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نقل کرتے ہیں:

قال عبد الله بن علي بن البديني سألت ابی عن حدیث الفضل بن موسیٰ عن معمر عن ابن طائوس عن ابیہ عن ابن الزبیر قال قال رسول الله ﷺ من شہر سيفه فرمہ بدء فقال منکر ضعیف وقال عبد الله ایضاً سألت ابی عن الفضل و ابی تمیلة فقدم اباً تمیلة وقال روى الفضل مناکیر۔ (تہذیب التہذیب، ج ۸ ص ۵۹۷)

عبد اللہ بن علی بن البیدی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے فضل بن موسیٰ عن معمر وال حدیث کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ منکر اور ضعیف اور عبد اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے فضل اور ابو تمیلة کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ابو تمیلة کو مقدم گردانا اور فرمایا کہ فضل نے منکر احادیث روایت کی ہیں۔

جواب نمبر ۲:

اس حدیث کی سند میں دوسرا راوی حسین بن واقد ہے جو ضعیف بھی ہے اور مدلس بھی اور غیر مقلدین کے نزدیک مدلس کا من سے روایت کرنا قابل قبول نہیں۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں ثقلة له او باہر۔
ثقة ہے مگر وہی ہے (تقریب ۱۳۵۸)

۲۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں: "استنکر احمد بعض حدیثہ"
امام احمد نے اس کی بعض احادیث کو منکر قرار دیا ہے۔ (السنن فی الضعفاء ج ۱ ص ۲۶۹)
۳۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:-

قال عبد الله بن احمد عن ابیہ ما انکر حدیث حسین بن واقد عن ابی المنیب وقال العقيلي انكر احمد بن حنبل حدیثہ۔
عبد اللہ بن احمد اپنے والد (امام احمد بن حنبل) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حسین بن واقد کی حدیث کا انکار کیا ہے۔

اور عقیلی نے فرمایا ہے کہ احمد بن حنبل نے اس کی حدیث کا انکار فرمایا ہے۔

(تہذیب ج ۲ ص ۷۳)

۴۔ امام ابن احبان فرماتے ہیں:

ربما اخطاء فی الروایات۔ بسا اوقات وہ روایات میں خطا کرتا ہے۔

(تہذیب ج ۲ ص ۷۴)

جواب نمبر ۳:

صحیح مسلم میں ایک قولی حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

حدثنا يحيى بن يحيى اخبرنا ابو خيثمة عن ابى الزبير عن جابر ح و حدثنا احمد بن يونس حدثنا زبير حدثنا ابو الزبير عن جابر رضي الله عنه قال خرجنا مع رسول الله ﷺ مهللين بالحج فامرنا رسول الله ﷺ ان نشترك في الابل والبقر كل سبعة منأ في بدنة۔
”حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کا تلبیہ کہتے ہوئے گئے رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہوں جائیں۔“ مسلم باب جواز الاشتراك في الهدى۔

اب یہاں پر قول اور فعل کے درمیان تعارض آگیا اور اصولیین کے نزدیک جب قولی اور فعلی حدیث کے درمیان تعارض آجائے تو ترجیح قول کو ہوتی ہے جیسا کہ علامہ نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ

”تعارض القول والفعل والصحيح حنيئذ عند الاصوليين ترجيح القول۔“ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۵۲)
جب قول اور فعل کا تعارض ہو تو اصولیین کے ہاں صحیح بات یہ ہے کہ ترجیح ”قول“ کو دی جاتی ہے۔

جواب نمبر ۴:

تعب ہے غیر مقلدوں پر کہ ان کے نزدیک صحابہ کرامؓ کے اقوال اور افعال حجت نہیں لیکن مجھ بھی وہ عبداللہ ابن عباسؓ کا یہ ضعیف اثر دلیل بناتے ہیں۔
اور اس سے بڑھ کر تعب اس بات پر ہے کہ جب حج کے دوران کسی پر دم لازم آجائے اور وہ اونٹ کی قربانی کرے تو سات سات مانتے ہیں اور قربانی کے اونٹ کے دس مانتے ہیں۔

۵۔ قال الاثرم قال احمد في احاديث زيادة ما ادري ابى شيعة هي ونقض يده۔ (تہذیب ج ۲ ص ۲۴۴)

”امام اثرم نے کہا ہے۔ امام احمد نے فرمایا کہ اس کی احادیث میں زیادتی ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کون سی چیز ہے۔ اور امام احمد نے اپنے ہاتھ کو مارا۔“

۶۔ قالوا الساجي فيه نظر وهو صدوق بعمر۔ (تہذیب ج ۲ ص ۲۴۴)

امام ساجی فرماتے ہیں اس میں نظر ہے اور وہ سچے ہیں البتہ اس پر تہمت ہے۔

۷۔ ایک روایت میں ہے کہ حدثنا احمد بن احرمة بن خزيمة قال سمعت احمد بن حنبل وقيل له في حديث ايوب عن نافع عن ابن عمر عن النبي ﷺ في المبلقته فانكره ابو عبد الله وقال من ردى هذا قيل له الحسين بن واقد فقال بيده وحرک داسه كانه لم ير ضه۔
(کتاب الضعفاء، الکبير ج ۱ ص ۲۵۱)

احمد بن احرمة بن خزيمہ نے فرمایا میں نے احمد بن حنبل سے سنا کہ ان سے پوچھا گیا ایوب عن نافع عن ابن عمر کی حدیث میں تو ابو عبد اللہ نے انکار کیا اور پوچھا کہ اس کو کس نے روایت کیا ہے تو کہا گیا ”حسین بن واقد“ نے تو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے اپنے سر کو ہلایا گویا کہ انہوں نے عدم رضامندی کا اظہار کیا۔

۸۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حدثني الخضر بن داود قال حدثنا احمد بن محمد قال ذكر ابو عبد الله حسين بن واقد فقال: واحاديث حسين ما اري ابى شيعة وبى ونقض يده۔ (کتاب الضعفاء، الکبير ج ۱ ص ۲۵۱)

خضر بن داؤد نے مجھے کہا کہ ہمیں احمد بن محمد نے بتایا کہ ابو عبد اللہ حسین بن واقد کا ذکر کیا اور کہا کہ حسین کی احادیث میں میں نہیں خیال نہیں کرتا کہ وہ کیا ہے اور اپنے ہاتھ کو مارا۔
پس اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدوں کا اس روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

جواب نمبر ۵:

یہ حدیث منسوخ ہے اور اس کے ناخ وہ احادیث ہیں جس میں سات آدمیوں کی صراحت ہے مثلاً حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نحر نامع رسول اللہ ﷺ بالحدیبیۃ البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة۔ (ترمذی ۱۸۰۱ ج ۱)

یعنی ہم نے حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کئے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔

امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور اسی پر عمل ہے علمائے صحابہ وغیرہم کا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک کا اور شافعی اور احمد (کا)۔

(ترمذی مترجم علامہ دینچ ازماں ج ۱ ص ۲۵۵)

حدیث نمبر ۲: حدثني محمد بن حاتم حدثنا وكيع حدثنا عذرة بن ثابت عن ابي الزبير عن جابر بن عبد الله قال حججنا مع رسول الله ﷺ فنحرنه البعير عن سبعة والبصرة عن سبعة۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا، سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ کو خیر کیا اور سات آدمیوں کی طرف سے ہی گائے کی قربانی کی۔ (مسلم شریف، باب: جواز الاضراک فی الہدی)

حدیث نمبر ۳: حدثني محمد بن حاتم حدثنا يحيى بن سعيد عن ابن جريج قال اخبرني ابو الزبير عن جابر بن عبد الله ﷺ قال اشتركنا مع النبي ﷺ في الحج والعمرة كل سبعة في بدنة فقال رجل الجابر ﷺ ايشترك في البدنة مايشترك في الجوز قال ماہی الا من البدن وحضر جابر حدیبیۃ قال نحرنا یومئذ سبعین بدنة اشترکنا کل سبعة فی بدنة۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج اور عمرہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور سات سات آدمی ایک قربانی میں شریک ہو گئے تھے۔ ایک شخص نے حضرت جابر سے دریافت کیا کہ جس طرح قربانی کے اونٹ میں شریک ہو سکتے ہیں کیا اسی طرح بعد کے خریدے ہوئے اونٹ میں بھی شرکت جائز ہے۔ انہوں نے کہا پہلے سے اور بعد میں خریدے ہوئے دونوں اونٹوں کا حکم ایک ہے، حضرت جابر حدیبیہ میں موجود تھے، حضرت جابر نے کہا کہ ہم نے ستر اونٹ ذبح کئے اور ہر اونٹ میں سات آدمی شریک تھے۔

(مسلم شریف، باب: اشراک فی الہدی)

فتاویٰ علمائے حدیث کا حوالہ

(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۵۰، ج ۱۳) ہے صحیح بخاری و مسلم و سنن ابی داؤد میں حضرت جابر عبد اللہؓ سے روایات ہے امرونا رسول اللہ ﷺ ان نشترک فی الابل والبقرة منافی بدنة۔ ”ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اونٹ اور گائے ہر بدنتہ میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔

جواب نمبر ۶:

اگر بالفرض ہم مان بھی لیں کہ یہ روایت ثابت ہے تو اس سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ بعض صحابہ نے ایسا کیا۔ یہ صحابہ کرامؓ نے اپنی رائے اور اجتہاد سے کیا جیسے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ غنیمت کی تقسیم میں ایک اونٹ کے برابر دس بکریاں کو شمار کیا تو انہوں نے ایک اونٹ کو قربانی میں دس بکریوں کے قائم مقام بنایا۔ لہذا یہ ان کا اجتہاد تھا۔ اس کے مقابل میں ہمارے پاس مرفوع حدیث ہے۔ اس لئے اس کے مقابل میں موقوف اجتہاد قبول نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر ۷:

امام ترمذیؒ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں اور حدیث ابن عباسؓ کی حسن ہے غریب ہے۔ نہیں پہچانتے ہم اس کو مگر فضل بن موسیٰ کی روایت سے۔

(ترمذی مترجم علامہ بدیع الزماں غیر مقلد ج ۱ ص ۵۶۵)

جواب نمبر ۸:

یہ سفر کا واقعہ ہے اور مسافر پر قربانی واجب نہیں ہے اگر وہ کچھ بھی نہ کرتے تو ان پر کچھ گناہ نہ تھا اسی طرح اگر وہ دس میں شریک ہوں تو بھی ان پر کچھ الزام نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 15: قربانی کو اچھے انداز سے ذبح کرنا چاہئے

حدیث نمبر 1:

شہداء بن اوس سے روایت ہے (وہ فرماتے ہیں) دو باتیں میں نے یاد رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر کام میں بھلائی فرض کی ہے جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو اور چاہئے کہ تم سے جو کوئی ذبح کرنا چاہے وہ چھری کو تیز کر لے اور اپنے جانور کو آرام دے (اور یہی مستحب ہے کہ چھری جانور کے سامنے تیز نہ کرے اور نہ نایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرے اور نہ ذبح کرنے کے لئے کھینچ کر لے جائے)۔ (مسلم شریف مترجم جلد نمبر 5 ص 209 ترجمہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد کتاب الصيد والذب باب الامر باحسن الذبح والصل وقتہ بالشرع)

حدیث نمبر 2:

ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرنا چاہئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ایک مینڈھا سنگ دار لانے کا جو چلتا ہو سیاہی میں اور بیٹھتا ہو سیاہی میں۔ اور دیکھتا ہو سیاہی

میں (یعنی پاؤں اور پیٹ اور آنکھوں کے گرد سے سیاہ ہو) پھر لایا گیا ایک مینڈھا قربانی کے لئے آپؐ نے فرمایا اسے عائشہ چھری لا پھر فرمایا تیز کر لے اس کو پتھر سے تیز کر دی پھر آپؐ نے چھری لی اور مینڈھ کو پکڑا اس کو لایا پھر اس کو ذبح کیا پھر فرمایا بسم اللہ یا اللہ قبول کر محمد ﷺ کی طرف سے اور محمد ﷺ کی آل کی طرف سے اور محمد ﷺ کی امت کی طرف سے پھر قربانی کی اس کی۔

حدیث نمبر 3:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنا پاؤں بکری کے سینے پر رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور بکری اس کو دیکھ رہی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تو نے پہلے ہی چھری کو تیز کیوں نہ کیا تو اس کو دو بار مارنا چاہتا ہے۔ (ترغیب و ترہیب جلد 1 کا دوسرا حصہ ص 903 باب الترهیب من امثلة الجذوان)

جانور کو گھسیٹنا اور تکلیف پہنچانا

حدیث نمبر 4:

حضرت ابن مسرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بکری کا پیر پکڑ کر ذبح کرنے کے واسطے اس کو گھسیٹ کر لے جا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو موت کی طرف اس کو اچھی طرح سے ہانک۔ (ترغیب و ترہیب جلد اول کا حصہ دوسرا ص 905 ترجمہ مولانا عبد القبار مطبوعہ محمدی مسجد کراچی)

مسئلہ نمبر 16: تکبیر پڑھ کر ذبح کرنا

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی دو مینڈھوں

قربانی کے پاس حاضر ہونے کی حدیث:

امام مندری شافعی نقل کرتے ہیں ابوالقاسم اصہبانی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ بنتی کھڑی ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے پاس موجود رہو کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کے گرتے ہی تمہارے سارے گناہ بخشے جائیں گے اور یہ قربانی خون اور گوشت سمیت ستر مرتبہ بڑھا کر لائی جائے گی اور تمہارے میزان میں رکھی جائے گی۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ صرف آل محمد ﷺ کے واسطے ہی خاص ہے کیونکہ وہ خاص خوبیوں کے لائق ہیں جن کے ساتھ وہ مخصوص کئے گئے ہیں یا یہ فضیلت آل محمد ﷺ اور سب مسلمانوں کے لئے ہے؟ فرمایا آل محمد ﷺ کے لئے خصوصاً اور سب مسلمانوں کے لئے عموماً یہی ثواب ہے۔

ہمارے بعض مشائخ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ واللہ اعلم (ترغیب و ترہیب مترجم مولانا عبدالقادر جلد اول کا دوسرا حصہ ص 900 و 901)

اس حدیث سے قربانی کے پاس حاضر ہونے کا جواز نکلتا ہے۔ جو فقہاء ضروری نہیں سمجھتے وہ ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں آپ کا اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ آپ کی ازواج مطہرات وہاں پر موجود نہیں تھیں بلکہ انہیں قربانی کا گوشت ملنے پر اس قربانی کی اطلاع ہوتی۔ (دیکھئے ہناری شریف)

مسئلہ نمبر 18: اونٹ کو فخر کرنے کا طریقہ

حدیث:

عبدالرحمن بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب اونٹ کا بایاں پاؤں باندھ کر کھڑا کرتے تھے۔ (ابوداؤد مترجم علامہ وحید الزماں ج 3 ص 31 کتاب الصحایا باب کیف تحم البدن)

کی جو سفید تھے یا سفید اور سیاہ سینک دار آپ نے ذبح کئے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے اور بسم اللہ کہی اور تکبیر کہی اور پاؤں رکھان کی گردن پر کاٹتے وقت تاکہ جانور اپنے سارے ہلا سکے اور تکلیف نہ پائے۔ (مسلم مترجم علامہ وحید الزماں ص 216-217، کتاب الاصناف باب استقباح الضحیہ و ذبحھا باشرۃ بالانکیل واسمۃ والکبیر)

مسئلہ نمبر 17: جس کی طرف سے قربانی کی جائے ذبح کے وقت اس کا ذکر کرنا

حدیث:

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا بقر عید میں عید گاہ میں، جب آپ خطبہ پڑھ چکے تو منبر پر سے اترے اور ایک مینڈھا آیا آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کیا اور فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر یہ میری طرف سے ہے اور میری امت میں سے اس شخص کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی۔

(ابوداؤد اور مترجم علامہ وحید الزماں ج دوم ص 413 کتاب الصحایا باب فی الشاة یعنی بھان جمادہ) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ثواب میں دوسرے آدمی کو شریک کیا جاسکتا ہے بلکہ کئی آدمیوں کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔ دوسرے ایسا کہنا ضروری نہیں یعنی فرض واجب یا سنت موکدہ وغیرہ نہیں ہے صرف مستحب عمل ہے۔ (دیکھئے نووی شرح مسلم)

مسئلہ: اسی مسئلہ سے ملتا جلتا اسی مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی قربانی خود نہیں کر سکتا کیا اس کا قربانی کرتے وقت اپنی قربانی کے پاس کھڑا ہونا ضروری ہے۔

اس بارے میں احادیث دونوں قسم کی ہیں جس کی وجہ سے فقہاء نے یہ رائے قائم کی ہے کہ اگر ایسا شخص اپنی قربانی کے سامنے ہو تو بہتر ہے۔ ضروری نہیں۔

مسئلہ نمبر 19: قربانی کے جانور میں سے اگر بچہ نکل آئے تو اس کا حکم

اس مسئلہ کی دو شکتیں ہیں۔

پہلی شق: اگر بچہ زندہ نکل آئے تو اس کا کیا حکم ہے۔

دوسری شق: اگر بچہ مردہ نکل آئے تو اس کا حکم کیا ہے۔

پہلی شق کے متعلق فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ اس کو بھی ماں کی طرح ذبح کر دیا جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ذبح کرنے کا حکم فرماتے ہیں دیکھئے فتہ حنبلی کی مشہور کتاب المغنی ابن قدامہ ج 13 ص 310 جمہور فقہاء بھی یہی فرماتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ کے متعلق علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 620ھ فرماتے ہیں عن ابی حنیفۃ لا یدفعہ الی المساکین حیاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کو ذبح نہ کرے بلکہ وہ زندہ ہی مساکین کو دے دے۔ (المغنی ج 13 ص 375)

امام صاحب کے اس قول سے ذبح کرنے کی نفی نہیں ہوتی آپ کے نزدیک ذبح کرنا بھی ہے۔

دوسری شق کے متعلق فقہائے کرام کے دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ مردہ بچہ جو بکری، گائے، بھینس، بھیر اور اونٹنی وغیرہ کے پیٹ سے نکلا ہے اس کا کھانا جائز ہے ماں کے حلال کرنے سے وہ مردہ بچہ بھی حلال ہی سمجھا جائے گا جو فقہاء کھانے کے قائل ہیں ان میں بھی یہ اختلاف ہے کہ وہ بچہ مکمل ہو اور اس پر بال آگئے ہوں بعض کہتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں مطلقاً کھانا جائز ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے۔ موطا امام محمد میں ہے۔

ابو حنیفہ کان یکوہ اکلہ حتی یخرج حیاً فیذکی
لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے کھانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ سوائے اس کے وہ زندہ نکل آئے تو ذبح کیا جائے۔ (موطا امام محمد ج 3 ص 339)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فقہائے کرام جو اس مردہ بچے کو جو ماں کے پیٹ سے نکلا ہے کھانے سے منع کرتے ہیں ان کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔
پہلی دلیل:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

تم پر حرام کئے ہیں مردار جانور۔ (پارہ نمبر 2 سورۃ بقرہ آیت نمبر 173)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردار کھانے سے منع فرمایا اور یہ بھی مردار ہے اس لئے یہ بھی منع ہے۔ مردار وہ جانور ہے جس کا ذبح کرنا فرض ہو، اور وہ بغیر ذبح کے مر جائے۔
دوسری دلیل:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

تم پر حرام ہے مردار جانور۔ (پارہ نمبر 6 سورۃ المائدہ آیت نمبر 3)

تیسری دلیل:

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً

میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام مگر یہ کہ مردار ہو۔ (پارہ نمبر 8 سورۃ الانعام آیت نمبر 145)

چوتھی دلیل:

سوتھ کھاؤ اس جانور میں سے جس پر نام لیا گیا ہو اللہ کا اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر 119)

قرآن حکیم میں اس قسم کی بہت سے آیات ہیں جن میں مردار جانور کو کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

آٹھویں دلیل:

حدیث:

حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا جب تو اللہ کا نام لے کر تیر مارے اور پھر وہ جانور اگر تجھے مرا ہوا ملے تو تو اس کو کھالے ہاں مگر جب یہ جانور پانی میں گر پڑے اور معلوم نہ ہو کہ یہ پانی میں گرنے یا تیر کے صدمہ سے مرا تو تو اسے مت کھا۔

(سنن نسائی کتاب البیہ والذباغ باب فی الذی یری البیہ فی فی الماء)

پس آپ نے زہوق حیات کے سبب میں شک واقع ہونے کے وقت اکل صید کو حرام قرار دیا ہے اور بالکل یہی بات جنین میں موجود ہے کہ کچھ پتہ نہیں کہ وہ ذبح ام کی وجہ سے مرا ہے یا سانس گھٹ جانے کی وجہ سے مرا ہے۔

نویں دلیل:

حدیث:

عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

احلت لنا میتتان و دمان فاما المیتتان فاللحوت والجدا واما الدمان فالکبد و الطحال

میرے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں دو مردار سے مرد تو مچھلی اور مڈی

انما حرم علیکم المیتہ

تم پر حرام کئے ہیں مردار جانور۔ (پارہ نمبر 14 سورۃ النحل آیت نمبر 115)

پانچویں دلیل:

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ مَا أَهْلَ لَغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُذَةُ وَ الْمُنْزَوِيَّةُ وَ النِّطِيقَةُ وَ مَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصَبِ۔

تم پر حرام ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لپکارا جائے اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مرا ہوا اور جو گر کر مرادور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو اور جو کسی تہان پر ذبح کیا گیا۔

(المائدہ آیت نمبر 3)

امام صاحب فرماتے ہیں جو بچہ ماں کے پیٹ میں مرا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پیلہ والا ہو مگر جب اس کی ماں کو ذبح کیا گیا وہ ماں کا گھونٹنے سے مرا ہو۔ اس لئے احتیاط کا پہلو یہ کہ اسے کہا۔

چھٹی دلیل:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ

(سورۃ الانعام آیت نمبر 121)

اور اس (جانور) میں سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو بے شک یہ کھانا گناہ ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ اس مردہ بچے کا کھانا منع ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت

اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔

ساتویں دلیل:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ۔

عالیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے تردد اور اشتباہ میں ڈالے اور ایسی چیز اختیار کر جو تیرے لئے باعث تردد نہ ہو کیونکہ خیر باعث اطمینان اور شر باعث شک ہے۔

(مشترک حاکم ج 2 ص 12)

ان روایات سے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس مردہ بچے میں شک پڑ گیا ہے کہ حلال ہے یا حرام۔ تو شک سے بچنا ہی بہتر ہے۔ اور قرآن کے مطابق ہے۔ اس لئے یمنین کا کھانا منع ہے۔

مسئلہ نمبر 20: قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنے کا طریقہ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَذِّرْهُمَا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنَ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔

اور یاد رکھیں وہ اللہ کے نام کو معلوم دنوں میں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو روزی دی ہے موبیشیوں میں سے پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو۔

(یاد نمبر 17 سورہ آلچ آیت نمبر 28)

اس آیت سے گوشت کے متعلق دو باتیں ثابت ہوئیں نمبر 1 قربانی کرنے والا خود بھی کھائے۔ نمبر 2 فقیروں (محتاجوں، غریبوں) کو بھی کھلائے۔

دوسری آیت:

فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔

پس کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ قناعت کرنے والے اور بے قرار شخص کو۔

(سورہ آلچ آیت نمبر 36)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم خود بھی کھاؤ اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ البتہ

ہے اور دونوں سے سرا دیکھی اور تلی ہیں۔ (ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب الکلبہ واطفال)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے یاں طور کہ حدیث میں تو صرف دو مرداروں کی حالت آئی ہے اور یہ تیسرا مردہ ہے جس کا کہیں ذکر نہیں ہے۔
دسویں دلیل:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے حضرت ابراہیم خنی کا اثر بھی حجت ہے جس کو امام محمد نے موطائیں اور کتاب الآثار میں روایت کیا ہے۔

عن ابراہیم۔ انه قال لا تكون ذکوة نفس ذکوة نفسین

ابراہیم خنی سے روایت ہے کہ فرمایا انہوں نے ایک جان کا ذبح کرنا دو جانوں کے قائم مقام نہیں ہوتا۔ (موطأ امام محمد ص 339 کتاب الآثار ترجمہ 585)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے جن میں شبہ سے بچنے کا حکم موجود ہے۔ مثلاً
حدیث:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (التوفی 46ھ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی۔ ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں ان کو بہت سے لوگ نہیں جانتے سو جو شخص ان مشتبہات سے بچا تو اس نے اپنا دین اور عزت بچالی اور جو مشتبہات میں جا پڑا تو (گویا) وہ حرام میں جا پڑا جیسے چراگاہ کے ارد گرد جانوروں کو چرانے والا قریب ہے کہ چراگاہ میں جا پڑے۔

(بخاری ج 1 ص 13، ابن ماجہ ص 296 ابواب النتن باب اتوقف عند اشحات)

حدیث:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ التوفی 50ھ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ

محتاجوں کی دو قسم اس آیت میں بیان ہوئی ہیں۔

حاشیہ ترجمہ قرآن مولانا فتح محمد جالندھری ص 324 میں ہے فائدہ: محتاج دو بتائے پہلا وہ جو مالگنا نہیں اور دوسرا وہ جو مالگتا ہے۔

حدیث:

عبداللہ بن واقد سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیوں کا گوشت کھانے سے تین دن کے بعد عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کہ میں نے یہ عمرہ سے بیان کیا انہوں نے نہ کھانچ کہا عبداللہ نے میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں چند لوگ دیہات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آئے عید الاضحیٰ میں شریک ہونے کو (اور وہ لوگ محتاج تھے) تو آپ نے فرمایا قربانی کا گوشت تین دن کے موافق رکھو باقی غیر ات کر دو۔ (تاکہ یہ محتاج بھوکے نہ رہیں اور ان ک بھی کھانے کو گوشت ملے) اس کے بعد لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ اپنی قربانیوں سے مشکیں بناتے تھے۔ (ان کی کھالوں کی) اور ان کی چربی کو پیکھلاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب کیا ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے منع فرمایا قربانیوں کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے (اور اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ قربانی کا کوئی جز تین دن سے زیادہ رکھنا چاہئے) آپ نے فرمایا میں نے تم کو منع کیا تھا ان محتاجوں کی وجہ سے جو اس وقت آگئے تھے۔ اب کھاؤ اور رکھو چھوڑو۔ اور صدقہ دو۔ (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب انہی عن اکل لحوم الاضاحی)

حدیث:

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مدینہ کے لوگوں مت کھاؤ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ لوگوں نے شکایت کی آپ سے کہ ہمارے بال بچے۔ نوکر چاکر ہیں (اس لئے ضرورت پڑھتی ہے گوشت رکھ چھوڑنے کی)

آپ نے فرمایا کھاؤ اور کھلاؤ اور رکھو لویا رکھ چھوڑو۔

(صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب انہی عن اکل لحوم الاضاحی)

حدیث:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کی صبح کو اس کے گھر میں اس گوشت میں سے کچھ نہ رہے (کھا لے اور تقسیم کر دے دوسرے سال لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا اب بھی ہم سال گذشتہ کی طرح کریں؟ آپ نے فرمایا (نہیں) کھاؤ۔ کھلاؤ۔ جمع بھی رکھو اس سال چونکہ لوگ بھوک (خط) میں مبتلا تھے اس لئے میرا خیال تھا کہ اس طرح ان لوگوں کی مدد ہو جائے۔

(صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب انہی عن اکل لحوم الاضاحی)

قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ تین گھنٹے کا بہتر ہے۔ یعنی ایک اپنے لئے جس سے کھاؤ والا حکم پورا ہوتا ہے۔ رشتہ داروں، عزیزوں، ہمسایوں کے لئے میں کھلاؤ والا دوسرا حکم پورا ہوتا ہے محتاجوں کے لیے صدقہ کرنے سے تیسرا حکم پورا ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر 21: قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنا جائز ہے

حدیث:

امام مالک نے ہمیں خبر دی کہ ہم سے روایت کیا ابو زبیر نے انہوں نے روایت کیا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے کہا کہ روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا۔ اس کے بعد فرمایا کھاؤ تو شہ بنائو۔ اور جمع رکھو۔

اس روایت کے بعد امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 189ھ نے فرمایا اسی پر ہمارا عمل ہے کہ تین دن سے زیادہ گوشت جمع کرنے اور تو شہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ ممانعت

میں نہ دوں۔ (بخاری کتاب الحج، المظاہل، الجزء من الہدی عفا۔ ترجمہ: باب قصاب کو ذبح کرنے کی مزدوری میں قربانی کی کوئی چیز نہ دی جائے)

حدیث:

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں پر کھڑا ہوں اور اُن کا گوشت اور کھالیں اور جھولے خیرات کر دوں اور قصاب کی مزدوری اس میں سے نہ دوں اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مزدوری قصاب کی ہم اپنے پاس سے دیں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الحج، باب فی الصدقات علیہم الہدایا)

مسئلہ نمبر 23: کون کون سے جانور کی قربانی درست نہیں

حدیث:

عبید بن فروز سے روایت ہے کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کون سا جانور قربانی میں درست ہے تو براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے میں کھڑے ہوئے میری انگلیاں آپ کی انگلیوں سے چھوئی اور حقیر ہیں اور میری پوری آپ کی پوریوں سے چھوئی اور حقیر ہیں آپ نے چار انگلیوں سے اشارہ کیا اور فرمایا چار طرح کا جانور قربانی کے لائق نہیں ہے ایک تو وہ جس کا نا پان بظاہر معلوم ہوتا ہو اور وہ بیچار جس کی بیماری بظاہر معلوم ہوتی ہے اور وہ لنگڑا جس کا لنگڑا بظاہر معلوم ہو اور وہ دلا جس کی ہڈی میں مغز نہ ہو میں نے کہا (یعنی اس حدیث کے راوی عبید بن فروز جو حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں) مجھے قربانی کے لئے وہ جانور بھی مر معلوم ہوتا ہے جس کا سن (دانت) کم ہو آپ نے (یعنی حضرت براء، بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا جو تجھے بُرا لگے اس کو چھوڑ دے لیکن اور کو منع نہ کر۔ (سنن ابی داؤد، مسند حماد، وحید الزماں، جلد نمبر 2، ص 411 کتاب الضحایا باب ما یکرہ من الضحایا)

فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری ارشاد پہلے قول کو منسوخ کرتا ہے سواں کو ذخیرہ کرنے اور تو شہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے اکثر فقہاء کا قول ہے۔

(موطا امام محمد ص 281 کتاب الضحایا باب لکوم الاستحی)

نوٹ: موطا امام مالک اور موطا امام محمد یہ دونوں حدیث کی مشہور اور اولین کتب میں شاربوتی ہیں۔ امام مالک سے روایت کرنے والے آپ کے بہت سے شاگرد ہیں مگر ان میں سے دو سب سے زیادہ مشہور ہوئے ہیں۔

امام محمد کی خصوصیت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ پہلے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بھی رہے ہیں۔ یہ حدیث کی دونوں کتب ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح بخاری سے بہت پہلے کی ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری کے تقریباً دادا استاد بننے ہیں۔

مسئلہ 22: قربانی کرنے والے (قصابی) کو اجرت کے طور

پر قربانی میں سے کچھ نہ دیا جائے

حدیث عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے قربانی کے اونٹوں کی دیکھ بھال کا حکم دیا اور ان کی سب چیزوں کو تقسیم کرنے کا گوشت، کھال، جھولے نیز یہ کہ قصاب کی مزدوری میں قربانی کی کوئی چیز نہ دیں۔ (بخاری کتاب الحج، باب بصدق بخالد واحدی)

حدیث:

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں قربانی کے اونٹوں کا بندوبست کر دوں اور ان میں سے کوئی قصاب کی مزدوری

اس حدیث میں جانور کے چار عیوب کا ذکر ہے۔

1- کانا 2- بیار

3- لنگڑا

4- بہت ہی کمزور میل یعنی ایسا ڈبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گوشت نہ ہو۔

حدیث:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ قربانی کے (جانور کی) آنکھ اور کان کو ہم خوب دیکھیں (کہ اس میں ایسا نقص نہ ہو جس کے سبب سے قربانی درست نہ ہو) اور ہم ”مقابلہ“ اور ”مدابرہ“ ”حقا“ اور ”شرقا“ کی قربانی نہ کریں (راوی کہتے ہیں) مقابلہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو۔ مدابرہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہوا ہو۔ ”حقا“ اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان چھیدا گیا ہو (یعنی کان میں گول سوراخ ہو) اور شرقا اس جانور کو کہتے ہیں جس کا کان پھٹا ہوا ہو۔

(سنن دارمی کتاب الاضاحی باب الا بجزئی الاضاحی)

اس حدیث میں بھی جانور کے چار عیوب کا ذکر ہے۔ اور یہ چار عیوب ایسے ہیں جن کا ذکر پہلی حدیث میں نہیں ہے۔ اس طرح کل آٹھ عیوب ہو گئے۔

حدیث:

جری بن کلیب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عیوب کی قربانی سے یعنی سینگ ٹوٹنے یا کان کٹے جانور کی قربانی کرنے سے۔ (سنن ابوداؤد، ترمذی، جلد 2 ص 412 کتاب الضحیٰ باب ما یکرہ من الضحیٰ)

اس حدیث میں ایک اور عیب کا ذکر ہوا ہے جو پہلی حدیثوں میں نہیں ہے وہ ہے سینگ ٹوٹے جانور کی قربانی کرنا بھی منع ہے۔ اس طرح نو (9) عیوب ہو گئے۔ اس حدیث میں

آپؐ نے جو لفظ استعمال فرمایا ہے وہ ہے عیوب۔ عیوب اس جانور کو کہتے ہیں وہ ہم مشہور تباہی حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کرتے ہیں۔

قنادہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید ابن المسیب سے پوچھا غضب (یا عیوب) کس جانور کو کہیں گے انہوں نے کہا جس کا کان آدھے سے زیادہ کٹا ہو۔

(ابوداؤد، ترمذی، جلد 2 ص 412)

حدیث:

جری بن کلیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جانور کی قربانی سے منع فرمایا جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔ پھر میں نے اس کا تذکرہ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا ہاں جب سینگ آدھا یا آدھے سے زیادہ ٹوٹ گیا ہو تو اس کی قربانی کرنا درست نہیں۔ اور اگر اس سے کم ٹوٹا ہو تو درست اور جائز ہے۔ (نسائی کتاب الضحیٰ باب العیوب)

حدیث:

تبہ بن عبد سلمیٰ کی ایک روایت میں آتا ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں منع کیا کسی جانور کی قربانی سے مگر ”مصفّرہ“ اور ”مستاصلہ“ اور مستحفاہ اور مشیعہ اور کسرا سے۔ مصفّرہ وہ ہے جس کا کان کٹا ہوا تھا کہ سوراخ کان کا کھل گیا ہو، مستاصلہ وہ ہے جس کا سینگ جڑے اکھڑ گیا ہو۔ مستحفاہ وہ ہے جس کی آنکھ کی بینائی جاتی رہی ہو اور آکھڑ قائم ہو۔ مشیعہ وہ جو لاغری اور ضعف کی وجہ سے بکریوں کے ساتھ نہیں رہ سکتی بلکہ پیچھے رہ جاتی ہے۔ کسرا وہ جس کا ہاتھ یا پاؤں ٹوٹ گیا ہو۔ (ابوداؤد کتاب الضحیٰ باب ما یکرہ من الضحیٰ)

دم کئے جانور کا حکم

حدیث:

اس مسئلہ میں حدیثیں دونوں قسم کی ہیں ایک میں اجازت ہے دوسری میں منع ہم یہاں پر پہلے دونوں نقل کرتے ہیں پھر فقہاء نے جو ان میں تطبیق دی ہے وہ ذکر کریں گے۔

اجازت والی احادیث:

پہلی حدیث:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے قربانی کے لئے ایک مینڈھا خرید اتفاق سے ایک بھیڑ آیا اور اس کی دم (چکی) کا حصہ نوچ کر کھا گیا میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا (کہ اس کی قربانی ہو سکتی ہے یا نہیں) نبی علیہ السلام نے فرمایا تم اسی کی قربانی کرلو۔ (مسند احمد مترجم جلد نمبر 5 ص 237)

دوسری حدیث:

ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ بھیڑیے نے میری بکری کی دم کاٹ لی ہے۔ کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں آپ نے اسے اجازت دے دی۔ (سنن البکری ج 9 ص 289)

منع والی حدیث:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھیں اور ہم ایسے جانور جس کا کان آگے سے کٹ کر لٹکا ہو، پیچھے سے کان کٹ کر لٹکا ہو دم کٹے اور ایسا جانور جس کے کان میں گول سوراخ ہو قربانی نہ کریں۔ (سنن نسائی کتاب الصیایا القلابہ و صومالتش طرف اذنا)

فقہائے کرام نے ان دونوں قسم کی روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ اگر جانور کی تہائی 1/3 سے کم کٹی ہو تو قربانی صحیح ہوگی اور اگر زیادہ حصہ کٹ گیا ہے تو پھر قربانی جائز نہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مسئلہ:

جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم وغیرہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں (شامی) (ادکام و تاریخ قربانی ص 43)

حضرت مولانا محمد حنیف گنگوہی ہدایہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

جایع صغیر میں امام صاحب سے روایت ہے کہ اگر دم یا کان یا آنکھ یا ذنب کی چکی (جو سرین پر ہوتی ہے) میں سے تہائی یا اس سے کم مقطوع ہو تو قربانی جائز ہوگی اور اگر تہائی سے زائد کٹی ہو تو جائز نہ ہوگی پس تہائی تک قلیل ہے اور تہائی سے زائد کثیر ہے۔

دلیل یہ ہے کہ میت کے تہائی مال میں ورش کی رضامندی کے بغیر وصیت نافذ کر دی جاتی ہے۔ پس تہائی کو قلیل شمار کیا گیا۔ اور اس سے زیادہ میں ورش کی رضامندی کے بغیر وصیت نافذ نہیں کی جاتی تو تہائی سے زائد کو کثیر شمار کیا گیا۔ امام محمد سے ہشام کی روایت یہی ہے۔ اور صدر شہید نے کہا ہے کہ یہی صحیح ہے کیونکہ ظاہر الروایت ہے۔ اور اس کے مطابق پوری تہائی تک حد قلت میں داخل ہے۔ (طلوع البہرین شرح ہدایہ آخرین ج 5 ص 333)

مولانا محمد عبداللہ روبری صاحب غیر مقلد کا حوالہ:

اس مسئلہ میں آپ سے سوال ہوا آپ نے جواب میں اہل سنت کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا۔ یہاں پر سوال اور جواب لکھا جاتا ہے۔

سوال: حدیث میں ہے قربانی کے جانور کے کان اور سینک صحیح سالم ہو لیکن بعض علماء کہتے ہیں کان آدھ سے کم کٹا ہو یا سینک آدھ سے کم ٹوٹا ہو تو قربانی میں کوئی حرج نہیں کیا

یہ کہنا صحیح ہے۔ (شیخ محمد یعقوب فیو کا تھ مارکیٹ لائلپور)

الجواب: ہاں صحیح ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضب القرن والاذن جانور قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں میں نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا اعضب سے مراد نصف یا اس سے زائد کان کٹنا یا سینگ ٹوٹنا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس جانور کا آدھا یا آدھے سے زائد سینگ ٹوٹا یا کان کٹا ہو وہ قربانی کرنا منع ہے آدھے سے کم ہو تو پھر گنجائش ہے۔

(فتاویٰ علماء حدیث ج 2 ص 231)

امام خطابی کا حوالہ:

امام خطابی ابو داؤد کی شرح معالم السنن میں حضرت براء بن عازب کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قربانی کے جانوروں میں معمولی (یعنی 1/3) عیب کی معافی ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ آپؐ نے فرمایا اس کا ایک چشم ہونا صاف طور پر معلوم ہو رہا ہو۔ اس کی بیماری واضح ہو۔ اس کا لنگڑا پن نمایاں ہو اور جو عیب معمولی ہو گا وہ واضح طور پر نمایاں نہ ہو گا اور اس کی معافی ہوگی۔ (معالم السنن ج 2 ص 230)



عمرٹاور • حق سٹریٹ آر ڈوب بازار • لاہور
042-37360660 - 0301-4441805

دار النعم